افکار و آراء

السلام علیکم۔

یہ واقعہ ہے کہ شاہ عبدالعزیز صاحبؒ نے جن نامساعد حالات میں اس ہمہ گیر انقلابی تحریک کو عام اہل علم حضرات تک پہنچایا اور اسے ایک عملی رُخ دیا وہ تاریخ اسلام میں زریں باب کا مستحق ہے۔ حضرت مولانا سندھیؒ نے بجا طور پر لکھا ہے کہ اگر شاہ عبدالعزیز صاحب اپنے والد ماجد کی حکمت، تصوف و فلسفے اور سیاست کے مخصوص طریقے متوسط طبقے تک نہ پہنچاتے تو آج امام ولی اللہ کو صحیح طور پر پہچاننے والا مشکل سے دستیاب ہو سکتا ——— اور ہندوستانی مسلمان اس نعمت سے جو عام انسانیت کے لئے ابر رحمت ہے ہمیشہ کے لئے محروم رہتا۔ میرا تو عقیدہ ہے کہ ہندوستان کی جنگ آزادی کی تحریک ۱۸۵۷ء کے غدر سے نہیں بلکہ شاہ عبدالعزیز صاحب سے شروع ہوئی ہے اور مسلمانوں کی علمی و عملی بیداری کا دور سرسید، مولانا محمد علی یا مسلم لیگ سے نہیں بلکہ شاہ عبدالعزیز صاحب سے شروع ہوتا ہے اگر آج ہم صرف ان کے انہی دو فتوؤں کو جو انہوں نے ایک طرف انگریزی تعلیم کے جواز کے بارے میں اور دوسری طرف انگریزوں کی ہندوستان میں عملداری کو دارالحرب قرار دینے کے بارے میں دیئے ہیں، باہم تطبیق دیں اور ملا کر غور کریں تو اس عظیم المرتبت مجاہد کی حیرت انگیز بصیرت اور ہندوستان کی جنگ آزادی اور مسلمانوں کی بیداری کی تاریخ کا ایک قابل قدر باب کھلتا ہے۔ یہ جان کر حیرت اور تعجب ہوتا ہے کہ آجکل کے عام پڑھے لکھے لوگ شاہ صاحب کو صرف ایک محدث اور "تحفہ اثنا عشریہ" کے مصنف کے نام سے

جانتے ہیں۔ حالانکہ حقیقت یہ ہے کہ شاہ عبدالعزیز صاحب کی حیثیت اس سے کہیں بلند ہے۔ وہ صرف حکمت ولی اللہ کے بہترین شارح اور اس کو عملی جامہ پہنانے والے ہی نہیں بلکہ ایک عظیم مفسر، مفکر اور صوفی بھی تھے۔ ان کا سب سے بڑا کام یہ ہے کہ انہوں نے جو کچھ سوچا، اس کو عملی جامہ بھی پہنایا اور پوری زندگی ایک عظیم مجاہد کی طرح اسلام کی ہر ممکن خدمت میں گذار دی۔ اس ہمہ گیر شخصیت کی زندگی اور افکار میں موجودہ دور کی مریض انسانیت کا علاج پوشیدہ ہے آج ہندوستان میں مسلمانوں کے جتنے بھی مذہبی مدارس ہیں وہ بالواسطہ یا بلاواسطہ طور پر شاہ صاحب کی کوشش کے مرہون منت ہیں اور ان ہی کی روشن کی ہوئی شمع سے روشنی حاصل کر رہے ہیں۔

ندوۃ العلماء لکھنؤ میں شاہ عبدالعزیز صاحبؒ کی کتاب "الاحادیث الموضوعۃ" کا قلمی نسخہ ہے۔ یہ نہ معلوم ہو سکا کہ یہ مطبوعہ شکل میں بھی پاکستان یا ہندوستان میں آچکا ہے کہ نہیں۔ اس کے علاوہ رحیم بخش صاحب کی کتاب "حیات عزیزی" جو غالباً شاہ صاحب کے حالات پر اپنی نوعیت کی واحد کتاب ہے اگر دوبارہ چھپ جاتی تو بڑا اچھا تھا۔ اس کا ایک نسخہ رامپور کی لائبریری میں موجود ہے۔

محمد عضد الدین خاں
مسلم یونیورسٹی علی گڑھ

محترم ایڈیٹر صاحب

بخیرم و خیر خواہم۔ الرّحیم باقاعدگی سے مل رہا ہے میری دعا ہے کہ آپ کا ادارہ جناب شاہ صاحب کے اساس فکر پر موجودہ ایٹمی دور کے انسان کی مادی ضروریات اور ذہنی تقاضوں کو ملحوظ رکھتے ہوئے حصول خیر کے بلند مقام تک پہنچنے میں اس کی رہبری کر سکے۔ اور انسانیت کے ارتقاء میں ممد ثابت ہو۔

غوث بخش بینجو سنٹرل جیل حیدرآباد

جناب ایڈیٹر صاحب

جب سے میں نے امام الہند شاہ ولی اللہ اکیڈمی کے متعلق اخباروں میں پڑھا تھا تو یقین جانیئے